خطبہ جمعہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق آٹھ دسمبر ۱۹۶۱ء

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی أَمَّا بَعْدُ!

(قیامت کے دن) کوئی رشتہ داری نجات کا باعث نہیں بنے گی۔ ہاں اعمالِ صالحہ کی کثرت ہوگی تو وہ نجات کا باعث بنے گی۔ اس دعویٰ کا ثبوت سنیے!

قولہ تعالی: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۰۱-۱۰۲]

ترجمہ: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی پوچھے گا۔ پھر جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پائیں گے۔

مطلب: مذکورۃ الصدر آیات کا مطلب نہایت واضح اور صاف ہے کہ قیامت

کے دن کوئی کسی کام نہیں آئے گا، مگر وہ لوگ نجات پائیں گے جن کے اعمالِ صالحہ کا پلّہ بھاری ہوگا۔اللّٰھم اجعلنا منھم. اگر کوئی شخص کسی نیک آدمی کا رشتہ دار ہوگا تو محض مقربین الٰہی کی رشتہ داری کی بنا پر نہیں چھوڑا جائے گا۔ بلکہ اپنے ذاتی اعمالِ صالحہ کی بنا پر نجات پائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا:

قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٣]

ترجمہ: اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔

ایسے لوگوں کے لیے اور عذاب سنیے:

قولہ تعالیٰ: ﴿تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٤]

ترجمہ: ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔

یعنی آگ کے جھلس دینے کے باعث بدشکل ہوں گے۔ ایسے سیاہ منہ والے

بدنصیبوں سے یہ سوال ہوگا:

قولہ تعالی: ﴿أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٥]

ترجمہ: کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتیں تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

وہ بدنصیب دوزخی کہیں گے:

قولہ تعالی: ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ﴾ [المؤمنون: ١٠٦]

ترجمہ: کہیں گے اے رب ہمارے! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

اپنی بدبختی اور گمراہی کا اقرار کرنے والوں کی درخواست:

قولہ تعالی: ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٧]

ترجمہ: اے رب ہمارے! ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دوزخیوں کو جواب:

قوله تعالى:﴿قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾[المؤمنون: ١٠٨]

کیوں نہ بولو؟

قوله تعالى: ﴿إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ﴾ [المؤمنون: ١٠٩-١١٠]

ترجمہ: میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

ان لوگوں کے صبر کے باعث آج انہیں میں جزائے خیر دوں گا۔ **ثبوت!**

قوله تعالى: ﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ [المؤمنون: ١١١]

ترجمہ:آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ بے دینوں سے ایک سوال کرے گا،وہ یہ ہو گا کہ تم دنیا میں کتنی مدّت رہے۔

ثبوت!

قوله تعالى: ﴿قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ﴾

[المؤمنون: ١١٢]

ترجمہ:اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے؟

ان کا جواب:

قوله تعالى: ﴿قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ﴾

[المؤمنون: ١١٣]

ترجمہ: کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں، پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں۔

عرض داشت

جب دنیا کی زندگی کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی حقیقت ہے تو ہر انسان کو چاہیے کہ دنیا کی زندگی کے بجائے آخرت کی زندگی کی کامیابی کے وسائل زیادہ اپنے نامہ اعمال میں جمع کرائے۔ وما علينا إلّا البلاغ.

مجلس ذکر

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آخرت کی فکر

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجرموں سے فرمائیں گے:

﴿اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾[الإسراء: ١٤]

ترجمہ: اپنا نامہ اعمال پڑھ لے، آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں اس آیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

روزانہ پانچ منٹ یہ سوچا کیجیے کہ ہم امراضِ روحانی میں تو مبتلا نہیں ہیں؟ قیامت کے دن جو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، آج ہی کیوں نہ ہم اس کے متعلق سوچیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کو دنیوی تعلقات

کا کلوروفارم سنگھادیا گیا ہے جس کی وجہ سے بیوی بچوں اور دوسرے دنیوی تعلقات کا تو اس کو بڑا خیال رہتا ہے، مگر اپنا خیال نہیں رہتا۔ مرنے کے بعد کلوروفارم کا اثر اتر جائے گا تو پھر پتہ چلے گا کہ بیوی بچے اور باقی رشتہ دار سب غدار نکلے۔ لیکن اس وقت یہ احساس کچھ کچھ فائدہ نہ دے گا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں　　　سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ ہے "حصولِ رضاءِ الٰہی"۔ اس کے ذرائع دو ہیں:

(۱) خالق کو بعبادت (عبادت کے ساتھ) راضی کرنا۔

(۲) مخلوق کو بخدمت (خدمت کے ساتھ) راضی کرنا۔

یہ سوچا کیجیے کہ مجھ پر کس کس کا حق ہے اور کیا میں ان کا حق ادا کر رہا ہوں؟ سب سے اول اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کا حق فائق ہے۔ کیا میں ان دونوں کا حق ادا کر رہا ہوں؟ اس کے بعد سب سے پہلے والدین کا حق ہے۔ کیا وہ دعائیں دے رہے ہیں یا بددعائیں؟ بعض بدبخت دوستوں کو تو خوب کھلاتے پلاتے ہیں مگر باپ کو پوچھتے بھی نہیں۔ بیوی کی ہر فرمائش پوری کرتے ہیں اور ماں کو پوچھتے بھی نہیں۔ ان کو یار باپ سے اور بیوی ماں سے زیادہ پیاری ہے۔ حالانکہ بیوی ماں کے جوتے

کے برابر نہیں ہو سکتی۔ دولت ہو تو روز تین چار بیویاں کر سکتے ہیں۔ شہد پر مکھیاں بہتیری۔ لیکن ماں ایک ہی ہے جس نے جنا ہے۔

ایک حدیث شاہد ہے کہ والدین کی خدمت کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا درجہ ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تین آدمی بارش سے بچنے کے لیے ایک غار میں گھس گئے۔ خدا کی قدرت دیکھیے ایک پتھر اوپر سے گرا اور غار کا دروازہ بند ہو گیا۔ ان تینوں نے مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا نیک عمل یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ ایک تہائی پتھر ہٹا دے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! ایک دن میں جنگل سے بکریاں لے کر دیر سے آیا تھا تو میرے والدین سو چکے تھے۔ میں دودھ لے کر ان کے سرہانے ساری رات کھڑا رہا اور میرے بچے بلکتے رہے۔ میں نے ان کو دودھ نہ دیا۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیرے ہاں قبول ہے تو ایک تہائی دروازہ کھول دے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک تہائی دروازہ کھل گیا۔ باپ پہلے اور اولاد بعد میں آتی ہے۔

اول تو ان چیزوں کی اطلاع نہیں، اگر ہو تو نفس اور شیطان آڑے آتے ہیں اور کرنے نہیں دیتے۔ قرآن مجید نمبر اوّل ذوی الحقوق کی فہرست بتلاتا ہے۔ نمبر دوئم ان کے مدارج بتلاتا ہے۔ نمبر سوئم ان کے حقوق کے ادا کرنے کا طریقہ

بتلاتا ہے۔ نمبر چہارم اگر ذوی الحقوق سے تعلق بگڑ جائے تو اس کو درست کرنے کا طریقہ بھی بتلاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ (ترجمہ: تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لیے ہے۔)

کس کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہو؟ اور کس کی محنت سے جوانی کو پہنچے ہو؟ والدین میں سے ماں کا حق ۳/۴ ہے اور باپ کا ۱/۴۔ والدین کے بعد بیوی آتی ہے۔ پھر اولاد اور بھائی بہن آتے ہیں۔ ان سب کے بعد دوست آتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ممتحن کا محرمِ راز (راز دان) ہو اور وہ اس سے معلوم کر کے کسی طالب علم کو پرچہ بتلا دے، پھر بھی اگر وہ طالب علم فیل ہو جائے تو اس سے زیادہ بد قسمت کون ہو سکتا ہے؟ ادھر آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے محرمِ راز (راز دان) ہیں اور آپ نے قیامت کے دن کے پرچے آؤٹ کر دیے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان امتحان میں فیل ہو کر جہنم میں جائے تو یہ اس کی بد قسمتی ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس وقت تک دربارِ الٰہی سے نہ ہٹایا جائے گا جب تک ان پانچ سوالات کا جواب نہ دے گا:

۱. عمر کہاں خرچ کی تھی؟
۲. جوانی کہاں خرچ کی تھی؟
۳. کمایا کس ذریعہ سے تھا؟
۴. خرچ کہاں کیا تھا؟

۵. جو مجموعۂ ہدایت میں نے نازل کیا تھا اس پر کیا عمل کر کے لائے ہو؟

یہ "اِقْرَأْ كِتَابَكَ" والی آیت کا ضمیمہ ہے۔ اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیڑا پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراضِ روحانی سے شفایاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین